HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

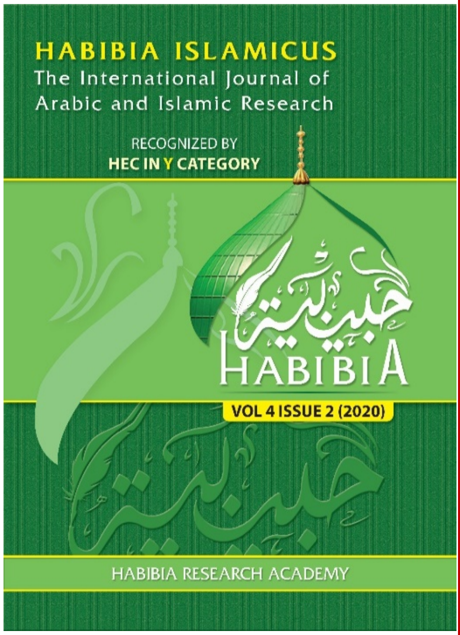

TOPIC:

TOLERANCE AND ETIQUETTES IN TALKING, IN THE LIGHT OF THE QURAN, SUNNAH AND THE TEACHINGS OF PEER MUHAMMAD KARAM SHAH AL-AZHARI

گفتگو میں رواداری اور آداب قرآن وسنت اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیمات کی روشنی میں

AUTHORS:

1. *Faisal, Deputy Registrar, Lasbela University, Baluchistan. Email: faisalaleemi81@gmail.com , Orcid ID: http://orcid.org/0000-4067-6630*
2. *Dr. Bashir Ahmed Rind, Associate Professor, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro. Email: Bashir_rind2006@yahoo.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-9781-1106*

HOW TO CITE: *Faisal, and Bashir Ahmed Rind. 2020. "URDU 3 TOLERANCE AND ETIQUETTES IN TALKING, IN THE LIGHT OF THE QURAN, SUNNAH AND THE TEACHINGS OF PEER MUHAMMAD KARAM SHAH AL-AZHARI:* گفتگو میں رواداری اور آداب قرآن وسنت اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیمات کی روشنی میں*". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):29-42. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u03.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/132
Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 29-42
Published online: 2020-12-10

QR. Code

TOLERANCE AND ETIQUETTES IN TALKING, IN THE LIGHT OF THE QURAN, SUNNAH AND THE TEACHINGS OF PEER MUHAMMAD KARAM SHAH AL-AZHARI

گفتگو میں رواداری اور آداب قرآن وسنت اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیمات کی روشنی میں

Fiasal. Bashir Ahmed Rind

ABSTRACT

A human depends on other human for their happiness and long life, that's why a human is called a social animal. Speech is the only thing through which human shows their value/worth in the society. A human always tries to show/prove that they (he/she) are/is not just a social animal but a better member of society. A human uses tongue to show emotions of well wishes to others. Tongue is the most important organ in human body. It is said that your heaven depends on the use of tongue. Allah Almighty has given tongue to communicate/talk. However it is said that some people use it like their hands and feet (in treating others), and that is the place where a human becomes worst than an animal. This article analyzes to speech, its proper usage, tolerance and speaking good or bad language according to various situations in the light of Quran, Sunnah and teachings of Justice Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari (R.A)

KEYWORDS: *Tolerance and etiquettes in talking, Tolerance in Speech, Teachings of Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari.*

انسان اپنی زندگی کی بقاء وخوشحالی کے لئے، دوسرے انسانوں کا محتاج ہے، اس لئے انسان کو سماجی حیوان کہا جاتا ہے۔ نطق اور گویائی ایک ایسی چیز ہے جس کی بنیاد پر انسان سماج میں اپنی اہمیت منواتا ہے؛ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ محض سماجی حیوان ہی نہیں بلکہ ایک بہترین فرد ہے۔ انسان خیر سگالی کے جذبات کے اظہار کے لئے زبان ہی کا سہارا لیتا ہے۔ جسمانی اعضاء میں زبان انتہائی اہمیت کی حامل ہے، اس کی ضمانت پر، جنت کی ضمانت کا انحصار ہے۔ زبان اللہ نے گفتگو کے لئے دی ہے، لیکن کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ اس سے ہاتھ پاؤں کا کام لیتے ہیں؛ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اس مقالہ میں زبان کے صحیح استعمال اور گفتگو میں رواداری، قرآن وسنت اور پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی تعلیمات کی روشنی میں، مخاطب کے مرتبے اور موقع کی مناسبت سے اچھی اور نازیبا گفتگوں کے تمام پہلوں کا تحقیقی مطالعہ اور تجزیہ کیا گیا ہے۔

رواداری کے معنی ومفہوم: اردو لغت کی مستند کتاب، فیروز اللغات اُردو جامع میں الحاج مولوی فیروز الدّینؒ، رواداری کے معنی لکھتے ہیں: رواداری: کسی بات کو رعایت سے جائز رکھنا یا بے تعصبی۔(1) مولانا شوکت علی قاسمی بستوی رواداری کا مفہوم ان الفاظ میں لکھتے ہیں: رواداری کا لغوی مفہوم ہے، تحمل، برداشت، نرمی اور چشم پوشی(2)۔ لیکن موجودہ استعمال کے لحاظ سے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آپ سے مذہب، تہذیب وثقافت یا رنگ ونسل میں اختلاف رکھتے ہوں اوران کے افکار ونظریات یا اعمال واخلاق کو آپ اپنے اعتبار سے ناپسند سمجھتے ہوں پھر بھی اگر وہ چیزیں ان کے مذہب وغیرہ کے اعتبار سے درست ہوں تو آپ ان کے عقائد وافکار وغیرہ کی مخالفت نہ کریں اور مذکورہ

چیزوں میں ان سے اختلاف کے باوجود ان کو برداشت کریں۔ ان کے ساتھ کوئی بھید بھاؤ اور امتیازی سلوک نہ کیا جائے، ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اپنی رائے ظاہر کرنے سے روکا نہ جائے اور کسی طرح سے بھی ان پر کوئی تشدد نہ کیا جائے بلکہ ان کے ساتھ بھی عدل و مساوات، ہمدردی و غم گساری و یک جہتی کا برتاؤ کیا جائے۔ ان کے انسانی و شہری حقوق کا پاس ولحاظ رکھا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد رند صاحب اپنے ایک تحقیقی مقالے میں رواداری کے مفہوم کے حوالے سے لکھتے ہیں: اسلام نہ صرف رواداری کا روادار ہے بلکہ اس کا بانی اور علمبردار بھی ہے۔ اسلام ہی وہ دین جس نے سب سے پہلے عملی طور پر رواداری کا علم بلند کیا اور مذہبی و مسلکی تنگ نظری و تنگ دلی کے خاتمے کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تعلیمات میں ہر شخص کو اپنے عقیدہ، مسلک، سوچ اور فکر کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیتا ہے اور کسی بھی فرد یا ریاست کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے عقیدہ یا مسلک والے کو جبری طور پر اپنے عقیدہ اور مسلک میں داخل کرے یا اس کے دینی معاملات میں مداخلت کرے[(3)]۔

گفتگو میں رواداری کی اہمیت: گفتگو میں رواداری تعلقات میں حسن اور باہمی محبت والفت کا باعث ہے ۔عصرِ حاضر کے ماہرینِ گفتگو کا خیال ہے کہ کسی شخص کی گفتگو سے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شخص کتنا تعلیم یافتہ اور کس شعبہ سے منسلک ہے۔ ایک صاحبِ علم اور ان پڑھ انسان کے درمیان فرق کرنے والی چیزوں میں سے ایک چیز گفتگو ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے معاشرے سے رواداری نایاب ہوتی جارہی ہے اور گفتگو کے وقت بلا تامل جو منہ میں آتا ہے بول دیا جاتا ہے ،جبکہ رسول اللہ ﷺ نے زبان ہی سے متعلق سب سے زیادہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے ظاہر ہے:

عن سفيان بن عبد الله الثقفي، قال: قلت: يا رسول الله حدثني بأمر أعتصم به، قال: قل ربي الله ثم استقم، قلت: يا رسول الله! ما أخوف ما تخاف عليّ؟ فأخذ بلسان نفسه، ثم قال: هذا[(4)].

"سفیان بن عبد اللہ الثقفی فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جس پر میں قائم رہوں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو : میرا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس پر قائم ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ آپ کو ہم پر کس بات کا زیادہ ڈر ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس کا۔ "

وهل يكب الناس على وجوههم في النار، إلا حصائد ألسنتهم؟[(5)]۔

قیامت کے دن لوگوں کو ان کے منہ بل دوزخ میں گرانے والی ان کی زبان کی بری باتیں ہو گی۔

گفتگو میں عدم احتیاط اور لاپرواہی کی بناء پر انسان بہت سے اچھے رشتے اور تعلقات گنوا دیتا ہے۔ ہم گفتگو میں الفاظ کا انتخاب سامنے والے کا حسب نسب و دنیاوی مرتبہ دیکھ کر کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ بلا تفریق حسب و نسب، دین و مسلک جس انسان سے بھی گفتگو کرو، تمہاری گفتگو میں شائستگی و حسن ہونا چاہیے۔ سورۃ بقرہ کی ایک آیت کے درج ذیل الفاظ غور طلب ہیں۔

وقولوا للناس حسنا[6] یعنی: اور لوگوں سے اچھے انداز میں بات کیا کرو۔"

الفاظ کی تاثیر و اہمیت: گفتگو میں صحیح الفاظ کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ لفظوں کا اثر بہت دیرپا ہوتا ہے۔ لفظوں کی اثر انگیزی کے حوالے سے غلام جیلانی برق لکھتے ہیں: "ہر لفظ ایک یونٹ یا ایٹم ہے جس سے اندرونی جذبات کی بجلیاں برقاتی ہیں، اور اس کے اثرات اس عالم خاکی اور عالم لطیف دونوں میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس کی ہلکی سی ایک مثال گالی ہے۔ گالی کسی تلوار یا توپ کا نام نہیں بلکہ یہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن منہ سے نکلتے ہی مخاطب کے تن بدن میں آگ لگا دیتی ہے، یہ آگ کہاں سے آتی ہے؟ الفاظ کے اس مجموعے سے۔ اس کی ایک اور مثال وہ کراہ یا چیخ ہے، جو کسی دکھیا کے منہ سے نکل کر، تمام ماحول کو بے چین کر دیتی ہے، یا وہ تقریر ہے جو کوئی آتش بیان جرنیل، بے ہمت فوج کے سامنے جھاڑتا ہے اور ہر سپاہی میں اس قدر آگ بھر دیتا ہے کہ وہ موت کے سیلابوں اور طوفانوں سے بھی نہیں بجھ سکتی[7]۔

گفتگو میں آواز کا تناسب: الفاظ کے صحیح انتخاب کے علاوہ آواز کے حوالے سے بھی قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ آواز کا تناسب کیا ہونا چاہیے۔ گفتگو کے دوران اگر آواز اور لہجے کا خیال نہ رکھا جائے، تو مخاطب کے جذبات مجروح ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے جب اپنے صاحبزادے کو آدابِ گفتگو سکھائے تو آواز کے متعلق فرمایا:

واغضض من صوتك ان انكر الاصوات لصوت الحمير[8]

یعنی: اور اپنی آواز دھیمی کر، بیشک سب سے وحشت انگیز آواز گدھے کی آواز ہے۔"

آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں: ''حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو رفتار اور گفتار کے آداب سکھائے کہ چلو تو وقار اور متانت کے ساتھ، بات کرو تو بلا ضرورت آواز کو بلند مت کرو کہ طبع سلیم پر گراں گزرے اور سننے والا وحشت محسوس کرنے لگے، جس طرح گدھا زور سے ہینگتا ہے اور سارا ماحول ناگوار شور سے بھر جاتا ہے''[9]۔

گفتگو میں آواز کے تناسب کے حوالے سے عصر حاضر کے ماہرین کی رائے:

VOLUME

Volume is intensity, the loudness and softness of the speaker's voice. Competent public speakers vary their volume based on the size of audience, the size of room, and the amount of background noise they may be speaking against. Being heard is so important that experienced speakers often arrive early for speaking engagement to test out audio equipment and acoustics to be sure all audience members will able to hear without straining. They speak loud enough so everyone can hear them, but they are also careful not to overpower the listeners with a booming or loud voice. When speaker's volume is

too loud, the listeners may feel their space is being invaded, making the speech an unpleasant experience(10).

"آواز بلند اور پست ہو سکتی ہے کسی مقرر کی۔ اچھے مقررین ،سامعین اور کمرے کے حساب سے، ضرورت کے تحت اپنی آواز پست وبلند کرتے ہیں۔اس حوالے سے بعض اوقات لوگ ، گفتگو سے قبل، آلاتِ گفتگو اور جگہ کا معائنہ بھی کرتے ہیں تاکہ ان کا پیغام صحیح معنوں میں لوگوں تک پہنچ پائے۔ وہ ضرورت کے تحت آواز بلند کرتے ہیں تاکہ تمام سامعین تک آواز پہنچے اور وہ اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ آواز اتنی بلند بھی نہ ہونے پائے کہ سننے والوں پر گراں گزرے۔بلند آواز نہ صرف سامعین پر گراں گزرتی ہے بلکہ ماحول کو بھی ناخوشگوار بنادیتی ہے۔"

تامل و تفکر قبل از گفتگو: کہتے ہیں کہ پہلے تولو، پھر بولو۔ مولانا امتیاز علی عرشی اپنے ایک مقالہ میں تعلیم المتعلم کے حوالے سے قبل از گفتگو کے امور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:" دقیق مسائل میں غور وفکر کرنے کی عادت ڈالنا چاہئے۔تامل و تفکر گفتگو اور بحث سے پہلے ہونا چاہیے تاکہ رائے میں غلطی نہ ہو۔ تیر جب تک سیدھا نہ ہو، نشانے پر نہیں لگ سکتا۔ تامل وو قار سے گفتگو کرنا اصل دانائی ہے"(11)۔

چہرے کے تاثر کے حوالے سے قرآنی راہنمائی: گفتگو کے دوران چہرے کے تاثرات کیسے ہونے چاہئیں۔ سورۃ لقمان میں حضرت لقمانؑ نے اپنے صاحبزادے کو جو چند نصائح کیں وہ اللہ عزوجل کو اتنی پسند آئیں کہ انہیں اپنے کلام کا حصہ بنالیا تاکہ قیامت تک لوگ ان سے مستفید ہوتے رہیں۔

ولا تصعر خدك للناس(12) اور (تکبر کرتے ہوئے) نہ پھیرلے اپنے رخسار کو لوگوں کی طرف سے"۔

لفظ الصعر کی تحقیق کرتے ہوئے امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں: الصعر کے اصل معنی گردن میں کجی کے ہیں اور تصعیر کے معنی ہیں تکبر کی وجہ سے گردن کو ٹیڑھا کرنا اور اعراض برتنا(13)۔

گفتگو میں جذبات کے اظہار کے لئے چہرہ کس اہمیت کا حامل ہے عصرِ حاضر کے ماہرین کی رائے :

Facial expression is the arrangement of facial muscles to communicate emotional states or reactions to messages. The three sets of muscles that are manipulated to form facial expressions are (1) the brow and forehead (2) eyes and eyelids, and root of the nose; and (3) the cheeks, mouth, remainder of nose and chin. Our facial expressions are especially important in conveying the six basic emotions of Happiness, sadness, surprise, fear, anger, disgust(14).

"چہرے کے تاثرات کے صحیح اظہار کے لئے، چہرے کے خدو خال کو صحیح ترتیب دینا انتہائی اہم ہے۔ جذبات کا صحیح اظہار چہرے کے تین مقامات سے ہوتا ہے (۱) پلکیں اور پیشانی، (۲ (آنکھیں، حلقے، اور نتھنے) ۳ (گال، منہ، ناک اور ٹھوڑی۔ خوشی و غم، تعجب و خوف، غصہ و ناپسندیدگی، ان چھ قسم کے جذبات کے اظہار میں چہرہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔"

مذکورہ بالا حوالے میں کیتھلین نے جذبات کے اظہار کے لئے چہرے کے تین حصوں کا ذکر کیا ہے جو چھ نبیادی جذبات کے اظہار لئے اہم وضروری ہیں۔ ان میں تیسرے نمبر پر چہرے کے اس حصے کا ذکر کیا ہے جسکو قرآن نے ولا تصعر خدک للناس کہا ہے۔ اور اگر انسان کے پاس کہنے کو اچھی بات نہ ہو تو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليسكت(15)۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے یا تو وہ زبان سے اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔"

اللہ کے ہاں اچھی بات کی اہمیت: اللہ کے ہاں اچھی بات اس صدقے سے بہتر ہے جسے بعد میں جتلایا جائے: ارشاد باری تعالی ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ (16)

"اچھی بات کرنا اور (غلطی) معاف کردینا بہتر ہے اس صدقہ سے جس کے پیچھے دکھ پہنچایا جائے اور اللہ تعالی بے نیاز ہے، بڑے حلم والا ہے۔" احسان جتانے اور زبان سے اذیت رسانی کے نقصان سے آگاہ کرتے ہوئے آیت کے اگلے حصے میں اللہ عزوجل نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى (17)۔

"اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر۔"

آیت بالا کے حاشیے میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں: بعض کم ظرف لوگ چند کوڑیاں کسی نیک کام میں خرچ کر بیٹھتے ہیں تو پھر احسان جتلاتے ہیں، طرح طرح سے اذیت پہنچاتے ہیں، مسلمانوں کو ایسی کمینہ حرکت سے باز رہنے کی تلقین کی جارہی ہے اور انہیں بتایا جارہا ہے کہ ایسے خرچ کرنے سے تو خندہ پیشانی سے بات کرنا اور کسی کی سخت کلامی وغیرہ سے درگذر کرنا بہت بہتر ہے۔ دین کا مقصد تو یہ ہے کہ تمہاری سیرت سنور جائے۔ اگر چند ٹکے دے کر تم میں نخوت پیدا ہو گئی ہے تو اس طرح تو سیرت اور بگڑ گئی(18)۔

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ وان من المعروف ان تلقی اخاک بوجہ طلق۔

"پاکیزہ بات بھی صدقہ ہے۔ اور اسلام میں یہ بھی بڑی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے"۔

سائل کو جھڑکنے کی ممانعت: صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی مذمت کی گئی ہے اور ایسے صدقے سے اچھی بات کرنے کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ ایک اور مقام پر سائل کو جھڑکنے سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ[19] - " اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکیے۔"

والدین کے ساتھ گفتگو میں تعظیم، تواضع وانکساری کا حکم ربانی: عام لوگوں کے ساتھ جب گفتگو کا معاملہ تھا تو اللہ عزوجل نے فرمایا۔ و قولوا للناس حسنا[20]۔" لوگوں سے اچھی باتیں کہنا۔" لیکن اگر گفتگو والدین کے ساتھ کی جائے تو لفظوں میں محض حسن ہی نہیں بلکہ تعظیم کا عنصر غالب ہو:

وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[21] اور جب ان (والدین) سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو۔"

قرآن کریم میں لوگوں سے گفتگو کے حوالے سے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن کریما والدین کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں ہوئے۔ گفتگو کے لئے قرآن میں جو مختلف الفاظ استعمال ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

رشتہ داروں کے ساتھ گفتگو کے آداب: رشتہ داروں کے ساتھ گفتگو کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا[22] ان سے بات کرو تو بڑی نرمی سے کرو۔"

یتیموں کے ساتھ گفتگو کے لئے فرمایا: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا[23] اور نادانوں کو اپنے مال نہ دو جنھیں اللہ تعالی نے تمہاری (زندگی کے) لئے سہارا بنایا ہے اور انہیں اس مال سے کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو ان سے بھلائی کی بات۔"

ورثہ کی تقسیم کے وقت یتیم اور مسکین رشتہ دار کے ساتھ گفتگو کے لئے فرمایا: واذا حضر القسمة اولوا القربی والیتٰمی والمساکین فارزقوھم منہ وقولوا لھم قولا معروفا"[24] اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم بچے اور مسکین تو دو انہیں بھی اس سے اور کہو ان سے اچھی بات۔"

اپنے بندوں کو عام گفتگو کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن[25]"۔ اور آپ حکم دیجئے میرے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہت عمدہ ہوں۔"

حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو فرعون کے ساتھ گفتگو کے آداب سکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ[26]۔" اور گفتگو کریں اس کے ساتھ نرم انداز سے شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے۔"

آیات بالا سے یہ بات واضح ہو گئی کہ والدین کے ساتھ گفتگو کا جو انداز ہونا چاہئے وہ سب سے مختلف ہو۔ والدین کے ساتھ گفتگو کے لیے قرآن کریم کی آیت پر اگر ہم غور کریں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کے ساتھ گفتگو کے وقت محض الفاظ کا صحیح انتخاب اور لہجے کی نرمی کافی نہیں بلکہ جسمانی تواضع اور انکساری اور دل میں جذبہ احترام ومحبت بھی شامل ہونا چاہیے۔

والدین کے ساتھ گفتگو کے وقت زبانی تعظیم، جسمانی تواضع اور قلبی جذبہ اطاعت کا حکم: زبانی تعظیم کی مثال: **وقل لهما قولا کریما۔** اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو۔" جسمانی تواضع وانکساری کی مثال: **واخفض لهما جناح الذل من الرحمة** اور جھکا دو ان کے لئے تواضع اور انکساری کے پر رحمت (ومحبت) سے"۔ حقیقی قلبی اطاعت وفرمانبرداری کی مثال: **ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانه کان للاوبین غفورا۔** "تمہارا رب بہتر جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیک کردار ہو گے تو بیشک اللہ تعالی بکثرت توبہ کرنے والوں کے لئے بہت بخشنے والا ہے[27]۔ آیت **ربکم اعلم بما فی نفوسکم** کے حاشیے میں پیر محمد کرم شاہ الازہری ؒ لکھتے ہیں: یعنی تمھارے دلوں میں اپنے والدین کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کے جو جذبات ہیں یا ان سے دل ہی دل میں جو نفرت، تھکاوٹ یا اکتاہٹ تم محسوس کرتے ہو تمھارا رب ان سے خوب واقف ہے۔ اگر شیطان نے تمہیں شکر گزاری اور احسان شناسی کی راہ سے بہکا دیا ہے تو بہتر ہے اب ہی سنبھل جاو۔ آج سچے دل اور شرح صدر سے ان کی خدمت میں لگ جاؤ اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کر لو۔ جو سچے دل سے جھک جاتا ہے اور غلطی سے باز آجاتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرمادے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے[28]۔ اب تک جو مثالیں دیں گئی وہ گفتگو میں احتیاط ورواداری کے حوالے سے تھیں۔ اب ذیل میں گفتگو میں عدم احتیاط کا ذکر کریں گے۔

گفتگو میں عدم احتیاط باعث فتنہ وفساد ہے: گفتگو میں عدم احتیاط کے نتائج سے آگاہ کرتے ہو اللہ عزوجل نے فرمایا:

وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن ان الشیطن ینزغ بینهم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا[29]۔ "اور آپ حکم دیجئے میرے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہت عمدہ ہوں، بیشک شیطان فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا ہے ان کے درمیان، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔" آیت کے حاشیے میں پیر صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالی اپنے محبوب مکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ میرے بندوں کو یہ بتا دو کہ باہمی گفتگو کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ادب واحترام کا خیال رکھیں۔ کوئی ایسی بات زبان پر نہ آئے جس سے کسی کا دل مجروح ہو۔ کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہو جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ نزغ کا معنی ہے دو آدمیوں کے درمیان فتنہ وفساد برپا کرنا یقال نزغ بیننا ای افسد[30] کہا جاتا ہے نزغ ہمارے نزدیک فساد برپا کرنا ہے"۔ بخاری شریف میں ہے کہ مومن میدان جنگ میں بھی بدکلامی وبدزبانی نہیں کرتا اور حدیث میں بدزبانی کو منافق کی خصلت قرار دیا گیا ہے۔

جھگڑے کے وقت بھی بدزبانی کی مذمت: بخاری شریف کی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں جس میں ہوں وہ منافق ہو گا، اور جس میں ان چار خصلتوں میں سے ایک ہو، اس میں ایک نفاق کی خصلت ہو گی حتی کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے، چھوتی خصلت یہ ہے: اذا خاصم فجر [31]، اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔ اس مناسبت سے امام غزالیؒ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہماری گفتگو پر بھی پکڑ ہو گی؟ ارشاد فرمایا: اے ابن جبل! تیری ماں تجھ کو روئے، بے فائدہ وفضول گفتگو ہی لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ گرائے گی [32]۔

گفتگو میں احتیاط، دوسروں کے جذبات کا پاس ولحاظ رکھنے پر، جس قدر زور قرآن وسنت میں دیا گیا ہے، اس کی نظیر اخلاقیات کی دیگر کتب دینے سے قاصر ہیں۔ قرآن نے کس باریکی سے گفتگو میں احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے اس کا اندازہ درج ذیل آیات سے ہوتا ہے:

یاایھاالَّذِینَ اٰمَنُوالَایَسخَرقُومٌ مِّن قَومٍ عَسٰی أَن یَّکُونُواخَیرًامِّنھُم وَلَانِساءٌمِّن نساءٍعَسٰی أَن یَکُنَّ خَیرًامِنھُنَّ [33]۔ اے ایمان والو! نہ تمسخر اُڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ اُن مذاق اُڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اُڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ اُن سے بہتر ہوں۔

آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ان آیات میں مسلمانوں کو تمام ایسی باتوں سے سختی سے روکا جارہا ہے جن کے باعث اسلامی معاشرہ کا امن وسکون برباد ہوتا ہے، محبت وپیار کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم دیا کہ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑایا کرو مذاق اُسی کا اُڑایا جاتا ہے جس کی عزت اور احترام دل میں نہ ہو۔ جب آپ کسی کا مذاق اُڑاتے ہیں تو گویا آپ اس چیز کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں جب آپ اُس کی عزت نہیں کرتے تو اُسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے۔ جب دلوں سے ایک دوسرے کے لئے عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے، تو انسان عداوت ودشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے، کوئی روکاوٹ ایسی نہیں رہتی جو اُسے اپنے انجام سے دوچار ہونے سے روک سکے۔ استہزا کی کئی صورتیں ہیں۔ زُبان سے مذاق کرنا، نقلیں اُتار کر اُس کا منہ چڑھانا، اُس کے لباس یا رفتار وگفتار پر ہنسنا سب ممنوع ہیں [34]۔

اب آیت کے اگلے حصے کی طرف آتے ہیں جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا: وَلاتَلمِزُواأَنفسکُم [35]۔ اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر۔

دوسرا حکم دیا کہ لاتلمزواأنفسکُم: لفظ'' لمز'' کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اللمز: اللعیب فی الوجہ والاصل الاشارۃ بالعین والراس والشفہ مع کلام خفی۔ کسی کے منہ پر اُس کی عیب جوئی کرنے کو اللمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا زیرِلب آہستہ سے کسی کی عیب چینی کی جائے تو کہتے ہیں لمز فلان۔ لاتلمزوا فرما کر بتادیا کہ کسی طرح بھی تمھیں یہ اجازت نہیں کہ اپنے بھائی کے عیب

گنواؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اُچھالتے رہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اللمز تتبع المعاب کسی کی کمزوریوں اور عیبوں کی کھوج لگاتے رہنا۔ ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اُس کا عیب ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص اُس کی خامیوں کا برملا اظہار کرتا ہے اور اُس کے عیوب کی کھوج میں لگا رہتا ہے تو اُس کا کبیدہ خاطر ہونا ایک قدرتی امر ہے اور قرآن کریم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کا اسلوب ملاحظہ ہو یہ نہیں کہا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا لاتلمزوا انفسکم۔ یعنی تم اپنی عیب جوئی نہ کیا کرو۔ مقصد یہ ہے کہ جس کی بُرائیاں کرتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر تو نہیں تمھارا بھائی ہے۔ اُس کی بدنامی تمھاری بدنامی ہے۔ اُس کی فضیحت ہوئی تو شرمندہ تم ہوگے۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کروگے تو وہ تمھارے عیوب و نقائص کو طشت ازبام کرے گا۔ تم اُس کی عیب جوئی نہ کرتے تو وہ تمھاری نہ کرتا۔ اب تمھیں جو خجالت ہو رہی ہے۔ یہ تمھارے اپنے کرتوتوں کا ثمر ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو[36]۔

مذکورہ بالا مزاج کے لوگوں کی ہلاکت کی وعید سُناتے ہوئے سورۃ الھمزۃ میں اللہ عزوجل نے فرمایا: وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ[37]۔ ہلاکت ہے ہر اُس شخص کے لئے جو (رُوبرو) طعنہ دیتا ہے (پیٹھ پیچھے) عیب جوئی کرتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہاں دو لفظ ھمزہ، لُمزہ استعمال ہوئے ہیں۔ عُلمائے لُغت نے اِن کی تشریح کرتے ہوئے متعدد اقوال ذکر کئے ہیں، قال ابن عباس ھم المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الآحبۃ۔ الباغون للبُرا العیب ومعناھما واحد۔ یعنی یہ دونوں لفظ ہم معنیٰ ہیں، ہر چغلی کھانے والے، دوستوں میں جُدائی اور تفرقہ ڈالنے والے، بے قصور اور بے عیب انسان میں نقص نکالنے والے کو ھمزہ اور لمزہ کہتے ہیں۔

مقاتل کا قول یہ ہے الھمزۃ الذی یعیبك فی الوجہ وللمزۃ الذی یعیبك فی الغیبت۔ یعنی جو رُوبرو طعنہ زنی کرے اُسے ھمزہ اور جو پسِ پُشت عیب جوئی کرے اُسے لمزہ کہتے ہیں۔ ابو العالیہ اور حسن نے اُن کا معنی برعکس کیا ہے۔ کُفار میں یہ کمزوریاں عام تھیں، جہاں کسی غریب اور کمزور سے آمنا سامنا ہوتا تو اُس کے منہ پر اُس کو بُرا بھلا کہتے کیونکہ انہیں اُس کی طرف سے کسی مزاحمت یا جوابی کاروائی کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا اور جہاں کوئی اپنے سے طاقتور مدِ مقابل ہوا اُس کے سامنے اُس کی تعریف بھی کردی، اُس کی خوشامد میں چند جُملے بھی بول دیے اور جب وہ چلا گیا تو اُس کی غیبت کرنا شروع کردی۔ یہ ایسا ہے، ویسا ہے، اِس میں یہ عیب ہے؟ اِس میں فلاں کمزوری ہے۔ ناحق شناس لوگ اِس اخلاقی کمزوری میں عموماً مبتلا ہوتے ہیں[38]۔

عیوب کی پردہ پوشی: اسلام میں اس چیز کی تعلیم دی گئی ہے کہ انسان ہر وقت اپنے عیوب اور خامیوں پر نظر رکھے؛ اور جس قدر ہوسکے انکی بہتری اور اصلاح کی کوشش کرے۔ اور کبھی کسی دوسرے انسان کے عیوب کا پرچار نہ کرے؛ بلکہ دوسرے انسان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے تو قیامت کے روز اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائے گا: ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ[39]، اور جس نے کسی

مسلمان کا پردہ رکھا، اللہ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔ اب دوبارہ سورۃ الحجرات کی طرف آتے ہیں جہاں تیسرا حکم دیتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا: ''وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ(40)۔ ''اور نہ بُرے القاب سے کسی کو بُلاؤ۔ لفظ '' تنابزوا '' کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ النبز: اللقب۔ التنابز: التداعی بالالقاب وھویکثرفیماکان ذما۔) لسان العرب) یعنی کسی کو کسی لقب سے ملقب کرنے کو لُغت میں نبز کہتے ہیں۔ لیکن عموماً اِس کا استعمال اُس لقب کے لئے ہوتا ہے۔ جس میں کسی کی مذمت ہو اور جسے وہ شخص ناپسند کرے۔ کسی اندھے کو اندھا اور کانے کو کانا کہنا بھی جائز نہیں۔ ہمیشہ ایسے اسما اور القاب سے ایک دوسرے کو بُلاؤ جس سے سننے والا خوش ہوتا ہو(41)۔

رواداری کی ایسی مثال شاید ہی ہو کہ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں۔ کسی اندھے کو اندھا اور کانے کو کانا کہنا بھی جائز نہیں۔

صحابہ کرامؓ کا غیر مسلموں کی ساتھ نرمی سے پیش آنا: حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے ملکی حقوق کے لحاظ سے ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی تمیز نہیں رکھی تھی اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کرتا تو اسے قصاص میں قتل کیا جاتا اگر کوئی مسلم کسی ذمی کا مالی نقصان کرتا تو اسے تاوان ادا کیا جاتا اگر کوئی مسلم کسی ذمی سے سخت کلامی کرتا تو پاداش کا مستحق ہوتا(42)۔ ایسی ہی ایک اور مثال ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے، حضرت علی المرتضیٰؓ بھی اپنے دورے حکومت میں ذمیوں کے ساتھ بہت راوادارانہ برتاؤ رکھتے تھے۔ اور ان کے حقوق کا بہت لحاظ رکھتے تھے اپنے عمال کو ان کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کی ہدایت فرماتے تھے ذمیوں نے ایک عامل عمرو بن مسلمہ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو آپؓ نے ان کو لکھا: مجھے معلوم ہے کہ تمہارے علاقے کے ذمی دہقانوں کو تمہاری سخت مزاجی کی شکایت ہے ؛اس میں کوئی بھلائی نہیں ، تمہیں سختی اور نرمی میں اعتدال سے کام لینا چاہیے، نہ سختی ظلم کی حد کو پہنچے اور نہ نرمی نقصان کی حد تک ہو ،ان پر جو مطالبہ ہو اسے وصول کیا کرو، مگر اپنے دامن کو ان کے خون سے محفوظ رکھو(43)۔

گفتگو میں رواداری کا دائرہ کار و فوائد: گفتگو میں روادارری کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ انسان حق بات کہنے سے رک جائے۔ اگر اسے کہیں گواہی دینی ہے تو کسی طاقت ور یا امیر شخص سے مرعوب ہو کر، یا کسی غریب و مسکین پر ترس کھا کر یا پھر کسی کی ملامت کے خوف سے حق گوئی سے اجتناب کرے، اسلام ایسے جذبات کی مذمت کرتا ہے جو حق گوئی میں مانع ہوں۔ شاعر مشرق کے الفاظ میں:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق(44)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۳۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں : کبھی یہ خیال انسان کو اظہارِ حق سے روک دیتا ہے کہ جس کے خلاف میں گواہی دے رہا ہوں، وہ امیر کبیر ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی غریب کی مسکنت اور غربت کا احساس انسان کے دل میں رحمت و شفقت کے جذبات ابھار دیتا ہے۔ اور اس غریب کے خلاف سچی بات کہنے سے اس لئے ہچکچاہٹ ہوتی ہے کہ کہیں اس غریب کو نقصان نہ پہنچے۔ انسانی نفسیات کا کتنا دقیق محاسبہ ہے، ہدایت فرمائی، عدالت میں کھڑے ہو کر ان احساسات کو بالکل دل سے نکال دو کسی کے

نفع ونقصان کی پرواکئے بغیر سچی بات کہو اور عدل وانصاف قائم کرو۔ فاللہ اولیٰ بھما۔کتنا پیارا جملہ ہے۔یعنی تم کسی کی خیر خواہی بھلا کیا کرو گے۔تم اپنا فرض ادا کرو اپنے رب کا حکم مانو، تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے خود ان دونوں (غریب و امیر) کا خیر خواہ ہے۔

خلاصہ: گفتگو میں حسن ورواداری، پیدا کرنے کے لئے لازمی ہے کہ انسان غیر ضروری گفتگو سے اجتناب کرے۔کیونکہ جب انسان زیادہ بولتا ہے تو غلطی کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں؛ اس لئے نجات خاموشی میں ہے۔گفتگو سے قبل غور وفکر کو اپنی عادت بنالیں، اور بولتے وقت مخاطب کی عمرو مرتبے کو ضرور ملحوظ خاطر رکھیں۔ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے؛ کبھی بھی کسی انسان کے عیب کا ذکر نہ اسکے سامنے کیا جائے اور نہ ہی اس کی غیر موجودگی میں کیونکہ قرآن نے ان دونوں افراد کے لیے ویل کا لفظ استعمال کیا ہے۔

والدین کے ساتھ گفتگو کے دوران بہترین الفاظ کے انتخاب کے ساتھ ساتھ جسمانی تعظیم اور قلبی خلوص بھی شامل ہو؛ انسان سب سے پہلے بولنا بھی انہی سے سیکھتا ہے۔کوشش یہی ہو کہ زیادہ سے زیادہ والدین کی گفتگو سنی جائے اس سے غلطی کا امکان بھی کم ہوگا اور دوسرا ان کے دل کا حال جاننے میں بھی مدد ملے گی۔اختلافی موضوعات پے گفتگو سے اجتناب کیا جائے۔بلخصوص ایسے موضع پر جسکا صحیح علم نہ ہو۔ اگر کہیں بحث ضروری بھی ہو تو مخاطب کی عزت نفس اور مرتبے کا ضرور خیال رکھے۔اور کسی کو نیچا دکھانے کی نیت وارادہ نہ ہو۔

سفارشات: تامل و تفکر ، گفتگو اور بحث سے پہلے ہونا چاہیے تاکہ غلطی کے امکان میں کمی ہو۔

بچوں کے سامنے گفتگو میں زیادہ محتاط رہا جائے، اور ان سے کوئی ناشائستہ الفاظ ادا ہوں، تو والدین اور اساتذہ کو بروقت اصلاح کرنی چاہیے۔

ایسے سیمینارز کا انعقاد کیا جائے جس میں اسلاف کی راواری سے طلبہ وطالبات کو روشناس کرایا جائے۔

غیر ضروری اور اختلافی موضوعات پر گفتگو سے اجتناب کیا جائے۔لاعلمی میں تو خاموشی بہترین عمل کیونکہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

REFERENCES

[1]. Firozud Din, Al-Haj Maulavi, *Fizorul Lughat* (Urdu), P.723.

[2]. Bastavi, Maulana Shaukat Ali, *Islami Rawadari, Quran o Hadith awr Tarekhi Shawahid ki Roshni mein*, Rabita Madaris e Islamia, Darul Uloom Deoband, p.21.

[3]. Rind, Dr. Bashir Ahmed, Rawadari ka Islami Taleemat ki Roshni mein aik Tahqiqi Jaiza, p.100, Pakistan Journal of Islamic Research, vol 16, 2015.

[4]. ShahJahan Pori, Abdul Hakeem Akhtar, *Sunan Ibn e Maja*, (Urdu Translation), vol II, p.480-481, Hadith: 1770.

[5]. Waliud Din, *Mishkat Al Masabeeh*, Qadimi Kutub Khana, Karachi, Kitab ul Iman, Hadith 26.

[6]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Baqarah, Verse 83, p.16.

[7]. Barq, Ghulam Jilani, *Man ki Dunya*, Sheiklh Ghulam Ali & Sons Publishers, Lahore, p.28.
[8]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Luqman, Verse 19, p.496.
[9]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Footnote 33, vol III, p.610-612.
[10]. Morreale, Spitzberg& Barge (2001). *Volume.* Human Communication Motivation, Knowledge, & Skills. WADSWORTH, THOMSON LEARNING, USA. Chapter 16: 470.
[11]. Arshi, Maulana Imtiyaz Ali, *Maqalaat e Arshi*, Majlis Taraqqi Adab, Club Road Lahore, p.378.
[12]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Luqman, Verse 18, p.496.
[13]. Isfahani, Imam Raghib, *Mufradat ul Quran*, Urdu Translation, Firouzpori, Maulana Muhammad Abduh, Islami Academy, UrduBazar, Lahore, vol II, p.20.
[14]. Verderber, K. S. &Verderber, R. F. (2004). Behaviors: *Facial Expression*. Interpersonal Communication Concepts, Skills and Context. Oxford University Press Inc. New York, USA. Pages 124.
[15]. ShahJahan Pori, Abdul Hakeem Akhtar, *Sunan Ibn e Maja*, (Urdu Translation), vol II, p.480-481, Hadith: 1769.
[16]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al-Baqarah, Verse 263, p.54.
[17]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al-Baqarah, Verse 264, p.54.
[18]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Footnote 387, vol I, p.185-186.
[19]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al-Dhuha, Verse 10, p.718.
[20]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Baqarah, Verse 83, p.16.
[21]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Verse 23, p.342.
[22]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Verse 28, p.342.
[23]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Nisaa, Verse 5, p.93-94.
[24]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah AL Nisaa, Verse 8, p.93-94.

[25]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Verse 53, p.345.
[26]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Taha, Verse 44, p.378.
[27]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Verse 25, p.342.
[28]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Footnote 35, vol II, p.660.
[29]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Verse 53, p.345.
[30]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Bani Israel, Footnote 62-63, vol II, p.665.
[31]. Saeedi, Allama Ghulam Rasool, *Nimat ul Bari fi Sharh Sahih Bykhari*, Farid Book Stall, Lahore, vol. V, p.211, Hadith no. 2459.
[32]. Tirmizi, Imam Muhammad bin Isa, *Sunan ul Tirmizi*, p. 2804, Hadith: 2625. Also see: Ghazali, Imam Muhammad bin Muhammad, *Ihya ul Uloom* (Urdu Translation), Maktabat ul Madinah, Karachi, p334.
[33]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Hujraat 49, verse 11, vol IV, p.620.
[34]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Hujraat 49, verse 11, vol IV, p.593.
[35]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Hujraat 49, verse 11, vol IV, p.620.
[36]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al Hujraat, vol IV, p.594.
[37]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, Surah Al-Humaza, Verse 1, p.723.
[38]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, vol V, p.657.
[39]. Saeedi, Allama Ghulam Rasool, *Nimat ul Bari fi Sharh Sahih Bykhari*, Farid Book Stall, Lahore, vol. V, p.185, Hadith no. 2442.
[40]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Jamal e Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, p.620.
[41]. Al-Azhari, Peer Muhammad Shah, *Tafseer Zia ul Quran*, Ziaul Quran Publications, Lahore, vol V, p.594.

[42]. Rind, Dr. Basheer Ahmed, *Mazhabi Ravadari ka Islami Talimaat ki Roshni mein aik Tahqiqi Jaiza*, p. 110, Also see: Pakistan Journal of Islamic Research, Vol 16, 2015, also see: Ali, Syed Ameer, *Rooh e Islam*, p.426.

[43].Nadvi, Abul Hassan Ali, *Tarekh e Islam*, vI, p.247. Also see: Pakistan Journal of Islamic Research, Vol 16, 2015.

[44]. Iqbal, Dr. Muhammad, *Bal e Jibreel*, p.44.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.